وفاقی وزیر تعلیم کی مدارس پر نظر التفات

تحریر:۔ مولانا محمد ازہر مدیر ماہنامہ ''الخیر'' جامعہ خیر المدارس ملتان

بی بی سی کے پروگرام ''ٹاکنگ پوائنٹ'' میں سامعین کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے وفاقی وزیر تعلیم لیفٹیننٹ جنرل (ر) جاوید اشرف قاضی نے فرمایا ہے کہ ''آج کے دینی مدارس سے ابن سینا پیدا نہیں ہوتے' مدارس کے فضلاء کسی شعبے میں فٹ نہیں ہوتے اس لیے یا تو کسی سرکاری زمین پر قبضہ کر کے مسجدیں بناتے ہیں یا دہشت گردی کی سرگرمیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں اس لئے ہم مدارس میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم متعارف کروانا چاہتے ہیں تا کہ ان مدارس کے فضلاء اچھے مسلمان اور اچھے شہری بن سکیں۔''

وفاقی وزیر تعلیم کے مذکورہ بالا ریمارکس فی الحقیقت دینی مدارس کی کردارکشی اور ان کے خلاف الزام تراشی کی اس عالمی مہم کا حصہ ہیں جو امریکہ و یورپ کے ایماء پر گزشتہ ایک عشرہ سے جاری ہے۔ اہل مدارس کی جانب سے ان الزام تراشیوں اور مغالطہ آمیزیوں کے مدلل جوابات دیئے جا چکے ہیں مگر ذمہ دار مناصب پر فائز حضرات کی غیر ذمہ دارانہ گفتگو اور بیانات کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔

''آج کے مدارس سے ابن سینا اور ابن رشد پیدا نہیں ہو رہے ہیں اس لئے ہم مدارس میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم متعارف کروانا چاہتے ہیں۔''

اس کے جواب میں وفاقی وزیر تعلیم کی خدمت میں بڑے ادب کے ساتھ گذارش ہے کہ حضور! دنیوی تعلیم کے بے پناہ سرکاری و غیر سرکاری سکول' کالج اور یونیورسٹیاں آپ کی زیر عنایات و سرپرستی چل رہی ہیں۔ ان اداروں میں آپ کو سو فیصد اختیارات حاصل ہیں۔ قوم کا اربوں روپیہ ان اداروں پر اسی لئے صرف کیا جا رہا ہے کہ یہاں سے جدید علوم کے ماہرین' سائنسدان' ڈاکٹر' انجینئر' ماہرین معاشیات یا بقول آپ کے ابن رشد اور ابن سینا پیدا ہوں۔ مدارس پر نظر التفات سے پہلے اپنے زیر سایہ اداروں کی حالت زار پر توجہ فرمائیں۔ جہاں سے فارغ ہونے والوں کی اکثریت معاصر حقائق اور جدید معلومات سے بے بہرہ ہوتی ہے۔ انہیں انگریزی زبان پر عبور ہوتا ہے نہ اردو سے واقفیت' نہ لسانیات سے کوئی شغف ہوتا ہے نہ دینیات سے کوئی تعلق مذہب' تاریخ' فلسفہ' تمدن اور تہذیب کے حوالے سے ان کی معلومات انتہائی سطحی ہوتی ہیں۔ یہ اس نسل کا حال ہے جو اعلیٰ ترین سرکاری اداروں میں تعلیم حاصل کرتی ہے جسے کمپیوٹر' ای میل' انٹرنیٹ اور ٹیلی ویژن کی سہولتیں میسر ہیں۔ گذشتہ سال انٹر سائنس' پری میڈیکل' پری انجینئرنگ' کامرس اور آرٹس کے سالانہ امتحانات کے نتائج 32.10 فیصد سے بھی کم رہے جبکہ ان سرکاری اداروں کو چلانے کیلئے قوم سے اربوں روپے بطور ٹیکس وصول کیے جاتے ہیں۔ طلباء کے علاوہ ان اداروں کے اساتذہ کی علمی حیثیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ گذشتہ 56 برسوں میں سرکاری جامعات سے وابستہ عربی و اسلامیات کے پروفیسر صاحبان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ نہیں۔ ان میں بھی ستر فیصد سے زیادہ تصانیف اردو زبان میں ہیں اور وہ بھی نہایت کمزور درجے کی جن کی علمی طور پر کوئی وقعت نہیں' اس کے برعکس دینی مدارس سے وابستہ بوریا نشین علماء نے اس عرصہ میں پچاس ہزار سے زائد کتابیں عربی' فارسی' انگریزی اور اردو میں تحریر کی ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جن کی ضروریات زندگی بھی بمشکل پوری ہوتی ہیں لیکن ان کی علمی خدمات سرکاری اداروں میں مادی سہولتیں سمیٹنے والوں سے ہزار گنا بہتر ہیں۔

سرکاری اداروں کے فضلاء کی تعلیمی حالت کے بعد اخلاقی حالت اور دیانت و امانت کا اندازہ کچھ عرصہ قبل واپڈا کی جانب سے جاری ہونے والی اس فہرست سے لگایا جا سکتا ہے جو سینٹ میں پیش کی گئی اور اخبارات کی زینت بھی بنی۔ اس فہرست میں واپڈا کے نادہندگان' بجلی چور' ڈیفالٹر' بدعنوان اور خائن افراد کے نام تھے جن میں وفاقی وزیر' صوبائی وزیر' پارلیمانی سیکرٹری' سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین' ایم این ایز اور ایم پی ایز شامل تھے۔

وفاقی وزیر تعلیم نے دینی مدارس کے فضلاء کو اچھے مسلمان اور اچھے شہری بنانے کی بات بھی کی ہے جبکہ ان کے منصب کے حوالے سے انکی پہلی ذمہ داری سرکاری اداروں کے فضلاء کو اچھا مسلمان اور اچھا شہری بنانا ہے۔ افسوس کہ گذشتہ 56 سالہ تاریخ کے اعداد و شمار ان کی نفی کرتے ہیں۔

وفاقی وزیر تعلیم کی خدمت میں مودبانہ التماس ہے کہ دینی مدارس میں بحمداللہ بہت اچھے مسلمان اور بہت اچھے شہری پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ ان کی بجائے ان سرکاری اداروں کی فکر کریں جو ہر سال ناکارہ بے روزگاروں کی ایک پوری نسل بازاروں میں بھیج رہے ہیں اور جہاں سے مجرموں اور دہشت گردوں کی کئی نسلیں برآمد ہو چکی ہیں۔ مدارس کے فضلاء کو روزگار مہیا کرنے کے سلسلہ میں آپ کی فکر و پریشانی اور ہمدردی کا شکریہ! لیکن یہ سوال خود ہمارے لئے پریشانی کا باعث ہے کہ ملک میں ہزاروں ڈاکٹروں' انجینئروں' کمپیوٹر ماہرین اور سماجی و انتظامی امور میں ڈگری یافتہ روشن دماغ اور روشن خیال بے روزگار نوجوانوں کیلئے ملازمت فراہم کرنے یا باعزت زندگی گزارنے کا راستہ دکھانے میں ناکام رہنے والی انتظامیہ بھلا دینی مدارس کے طالبعلموں کو کس طرح روزگار فراہم کرے گی؟ جو نظام تعلیم حکومتی سرپرستی میں چل رہا ہے اور جسکے فارغ التحصیل نوجوانوں کو ملازمت یا روزگار مہیا کرنا حکومت کی اخلاقی و قانونی ذمہ داری ہے جب وہ لاکھوں کی تعداد میں نوجوان جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں' احتجاج اور مظاہرے کر رہے ہیں اور نوبت خودکشیوں تک جا پہنچی ہے جب انہیں حکومت روزگار مہیا نہیں کر سکتی تو مدارس دینیہ کے فضلاء کے لئے کیا کر سکے گی؟ مدارس کے فضلاء کے بارے میں یہ کہنا کہ ''وہ سرکاری زمین پر قبضہ کر کے مسجدیں بناتے ہیں یا دہشت گردی کی سرگرمیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں'' سراسر الزام تراشی' مدارس کے تقدس کی پامالی اور منصب امامت کی اہانت ہے مگر اس سے قطع نظر وفاقی وزیر تعلیم کو اس کے بعد یہ وضاحت بھی فرمانی چاہیے تھی کہ مسلمانوں کی دینی رہنمائی' مساجد کی آبادی اور حفاظ کرام' ائمہ اور خطباء کی فراہمی کیلئے حکومت کیا انتظام کرے گی؟ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ریاضی' سائنس اور انجینئرنگ کی تعلیم اور اس کے ماہرین کا وجود قوم کی ضرورت ہے اسی طرح دینی تعلیم اور دینی رہنمائی کیلئے پختہ اور مستند علمائے دین کا وجود مسعود بھی قومی و دینی ضرورت ہے۔ مدارس کے نظام تعلیم اور اس کے کارکنان و فضلاء کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا مسلمانوں کی عبادات اور دینی تعلیمات کے ساتھ دشمنی کے مترادف ہے۔

آخر میں گذارش ہے کہ علماء کرام نے عصری تقاضوں کے مطابق جدید تعلیم کی کبھی مخالفت نہیں کی البتہ وہ تقسیم کار کے فطری اصول کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ تخصص یا اسپیشلائزیشن کے موجودہ دور میں جس طرح کسی انجینئر کیلئے ڈاکٹر یا برعکس ہونا ضروری نہیں اسی طرح کسی عالم دین کیلئے سائنسدان یا انجینئر نہ ہونا بھی کوئی عیب نہیں۔ تقسیم کار کے اصول کے تحت ہر شعبہ کے لوگ اپنے اپنے شعبہ میں کام کریں لیکن چونکہ ہم بنیادی طور پر مسلمان ہیں اس لئے عصری علوم کے متخصصین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین کی بنیادی و ضروری تعلیمات سے باخبر ہوں تا کہ سیکولر نظام تعلیم کے باعث وہ دین کی ارفع اقدار' اخلاقی تعلیم اور اسلامی روح سے محروم نہ رہیں۔ یہی خصوصیات انسان کو انسان بناتی ہیں۔ اس لئے اگر وزیر تعلیم حقیقتاً قوم کے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں اور ملک کو اچھے شہری دینا چاہتے ہیں تو ہماری درخواست ہے کہ وہ حکومت کی سرپرستی میں چلنے والے تعلیمی اداروں میں جدید تعلیم کے ساتھ ترجمہ و تفسیر قرآن کریم اور احادیث شریفہ کو بھی شامل نصاب کریں تا کہ ان اداروں میں پیدا ہونے والے ڈاکٹر' انجینئر' سائنسدان' بیوروکریٹ اور فوجی افسر اچھے مسلمان بھی ہوں اچھے شہری بھی۔

© rasailojaraid.com